سید رئیس احمد جعفری

امام زید کی نشو و نما

بیت نبوی اور مدینۂ علم سے استفادہ

استاذ ابو زہرہ کی معرکہ آرا کتاب "امام زید" کے ایک باب کا ترجمہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس کے بعض مزید ابواب کا ترجمہ پیش کرنے کا ہم ارادہ رکھتے ہیں

○

خصوصیاتِ خاصہ

جس فضا اور ماحول میں امام زید نے ہوش کی آنکھیں کھولیں، اور فیضان حاصل کیا، تربیت پائی، اور اکتساب علم کیا، اس میں انھیں تین امور ایسے حاصل تھے جن کی بنا پر وہ اپنے اقران و اماثل پر فائق تھے۔

۱۔ شرف نسب —— بھلا اس نسب سے اعلیٰ اور برتر نسب اور کون ہو سکتا ہے جس کا سلسلہ آپؐ سے چلتا ہے؟ اور یہی وہ لوگ ہیں جو آل نبی یا عترت نبی کہلاتے ہیں۔ جن کی رگوں میں رسالت مآبؐ کا پاک خون گردش کر رہا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ آلِ بیت کے لوگ خرافات سے دور، اور معالی امور سے قریب رہا کیے ہیں۔

۲۔ اس خاندان کے لوگوں پر ہمیشہ شدائد اور محن نازل ہوتے رہے، لیکن ان کے

اطوار میں فرق نہ آیا۔ وہی لوگوں کی دادرسی اور دستگیری۔ وہی جذبۂ خدمتِ خلق اور زہد و انقطاع، اور عوام سے رفق و مرحمت کا برتاؤ۔ یہ سب چیزیں ہم امام زین العابدین کی حیاتِ گرامی میں بھی پاتے ہیں اور ان کے فرزند ارجمند امام زید کی زندگی میں بھی۔

۳۔ علم سے اس خاندان کا شغف بھی غیر معمولی حیثیت رکھتا ہے۔ غم و ابتلا کی یورش نے ان حضرات کے لیے جس چیز کو وسیلہ امن وسکون بنا دیا تھا وہ تھا علم۔ وقت کی سیاست نے انھیں دل شکستہ کر دیا تھا، اس سے منہ موڑ کر انھوں نے اپنے تئیں ہمہ تن علم کی طرف متوجہ کر لیا تھا۔

ان حالات میں ہمیں کوئی تعجب نہیں ہوتا جب ہم اس خاندان گرامی قدر میں— جو بیک وقت بیتِ نبوت اور بیتِ علم تھا ائمہ اور مجتہدین کی ایک پوری جماعت پاتے ہیں۔

غرض یہ تھا وہ گہوارہ جس میں امام زید نے ہوش وخرد کی آنکھیں کھولیں۔ نشو ونما پائی، اور اپنے امیال وعواطف کی تکوین کی۔ زندگی کا ایک رخ متعین کیا اور راہِ عمل مخصوص کر کے رہروی شروع کر دی۔

امام زید نے سب سے پہلے قرآن کی طرف توجہ کی، اور اسے حفظ کر ڈالا۔ قرآن اس شخص کے نوکِ زبان رہنا ہی چاہیے جسے فقہ دین، طلب حقائق، اور تعمق و دراست سے لگاؤ ہو۔

قرآن کریم کے بعد آپ نے اپنے والد ماجد امام زین العابدین سے اور اپنے برادر بزرگ امام باقر سے حدیث شریف کی تحصیل وتکمیل کی۔ آپ کا سلسلۂ روایت یہ تھا:

"عن زید، عن زین العابدین، عن حسین عن علی!"

چنانچہ صحاح ستہ میں علی زین العابدین کی جو روایت ہے وہ متفق علیہ ہے۔

انھوں نے اصحاب آل بیت کے علاوہ دوسرے لوگوں سے جو روایت کی ہے ان میں اسامہ بن زیدؓ بھی شامل ہیں۔ حدیث نبوی "مسلمان کا فر کا وارث نہیں ہوسکتا"[1] انہی کی روایت کردہ ہے۔

کبھی کبھی امام زین العابدین حدیث مرسل کی روایت بھی فرمایا کرتے تھے یعنی جس میں اس صحابی کا ذکر نہیں ہوتا تھا جس سے آپ نے روایت کی ہوتی تھی۔ یہ اس لیے تھا کہ اس زمانے تک رواۃ کے سلسلۂ سند میں قرب عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے باعث زیادہ تشدد نہیں برتا جاتا تھا۔ وجود ثقات کے باعث روایت میں کذب و دروغ کا امکان بھی نہیں تھا۔ لہذا راویوں سے یہ سوال کرنے کی ضرورت ہی نہیں پیش آتی تھی کہ اس نے یہ روایت کس سے لی ہے؟

محدثین کا بیان ہے کہ امام علی زین العابدین نے آل بیت کے علاوہ ابن عباسؓ، جابر، مروان، صفیہ ام المومنینؓ، اور ام سلمہؓ وغیرہ صحابہ سے بھی روایت کی ہے۔

امام مالک زہری کو بحر علم کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ امام زہری نے امام زین العابدین سے روایت کی ہے۔

غرض امام زین العابدین بڑے پایہ کے محدث تھے۔ امام زید نے زیادہ تر علم حدیث اپنے پدر بزرگوار ہی سے حاصل کیا تھا۔ نیز وقت کے دوسرے مسلّم الثبوت محدثین سے بھی کسب فیض کیا تھا۔

امام زید نے اپنے والد سے فقہ کا علم ہی حاصل کیا تھا۔

۱۔ لایرث المسلم کافراً

امام زین العابدین جس طرح بہت بڑے محدث تھے اسی طرح بہت بڑے فقیہہ اور مجتہد بھی تھے۔ مسائل فقہیہ پر آپ کو وہی دسترس حاصل تھی جو آپ کے جد امجد علی مرتضیٰ رضہ کو حاصل تھی۔ فقہی مسائل کا کوئی گوشہ اور تفریعات فقہی کا کوئی پہلو ایسا نہیں تھا جو آپ کی نظر سے اوجھل ہو۔

امام زہری نے فقہ کا فن بھی اسی طرح آپ سے حاصل کیا تھا جس طرح فن حدیث کی تحصیل کی تھی۔

سفیان بن عیینہ ابن شہاب زہری سے روایت کرتے ہیں:

"ایک مرتبہ ہم حسین بن علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انھوں نے پوچھا:

"تم لوگ کس مسئلے پر بحث کر رہے ہو؟"

میں نے عرض کیا:

"ہم مسئلہ صوم پر گفتگو کر رہے تھے۔ میری اور میرے ساتھیوں کی رائے یہ ہے کہ ماہِ رمضان کے سوا کوئی اور روزہ فرض نہیں ہے۔"

یہ سن کر آپ نے ارشاد فرمایا:

"اے زہری بات یوں نہیں ہے جس طرح تم کہہ رہے ہو۔ روزے کی چالیس قسمیں ہیں جس میں سے دس تو صوم رمضان کی طرح واجب ہیں۔ دس حرام ہیں۔ چودہ اختیاری ہیں آدمی چاہے رکھے چاہے نہ رکھے۔ اس کے علاوہ صوم نذر، اور صوم اعتکاف وغیرہ واجب ہیں۔"

زہری کہتے ہیں میں نے عرض کیا،

"اے ابن رسول اللہ ذرا تفصیل بھی بتا دیں۔"

آپ نے فرمایا:

"جو روزے واجب ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ صوم رمضان

۲۔ دو مہینے کے مسلسل روزے اگر آدمی غلطی سے کسی کو قتل کر دے اور غلام آزاد کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔[1]

۳۔ کفارۂ یمین کے تین روزے، اگر فقیروں کو کھانا کھلانے کی استطاعت نہ ہو۔[2]

۴۔ حج کے موقع پر اگر کسی معذوری کے سبب کوئی شخص حلق راس نہ کرا سکے تو اس پر بھی روزہ واجب ہے۔[3]

۵۔ تمتع کرنے والا اگر قربانی نہ کر سکے تو اس پر بھی روزے واجب ہیں، جیسا کہ قرآن میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج فما ... من الھدیٰ فمن لم یجد فصیام ثلاثۃ ایام فی الحج، وسبعۃ اذا رجعتم وتلک عشرۃ۔

۶۔ صوم جزاء صید

۷۔ صوم نذر

۸۔ صوم اعتکاف وغیرہ۔

۱۔ ومن قتل مومنا خطأً فتحریر رقبۃ مومنۃ ودیۃ مسلمۃ الی اھلہ الی قولہ تعالےٰ "فمن لم یجد فصیام شھرین متتابعین توبۃ من اللہ، وکان اللہ حکیما۔"

۲۔ قال اللہ عزوجل:

"ذلک کفارۃ ایمانکم اذا حلفتم۔"

۳۔ قال اللہ عزوجل:

"فمن کان منکم مریضا او بہ اذی من راسہ ففدیۃ من صیام او صدقۃ او نسک"

جن روزوں کے رکھنے یا نہ رکھنے کا اختیار ہے وہ یہ ہیں:

۱۔ جمعرات اور دوشنبہ کا روزہ

۲۔ رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے۔

۳۔ صوم عرفہ

۴۔ یوم عاشورہ کا روزہ

۵۔ صوم الاذن ــــ یعنی نفلی روزہ شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی نہیں رکھ سکتی ــــ وغیرہ

جو روزے حرام ہیں وہ ہیں

۱۔ عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے۔

۲۔ بقرعید کے دن بھی روزہ رکھنا حرام ہے۔

۳۔ ایام تشریق کے روزے بھی حرام ہیں۔

۴۔ صوم یوم وصال

۵۔ صوم یوم شک

۶۔ صوم صمت

۷۔ صوم نذر معصیت

۸۔ صوم دہر

۹۔ مہمان جب تک میزبان سے اجازت نہ لے لے نفلی روزہ نہیں رکھ سکتا۔

۱۰۔ کم عمر لڑکوں کو روزہ رکھنے کی تاکید کی جا سکتی ہے اگرچہ ان پر فرض نہیں۔

۱۱۔ مسافر

صوم اباحت (جائز) یہ ہیں:

۱۔ اگر روزے کی حالت میں اگر بھولے سے آدمی کچھ کھا پی لے تو روزہ نہیں

ٹوٹنا جاری رہتا ہے۔ خدا اسے روزے کا ثواب دے گا۔

۲۔ صوم مریض

۳۔ صوم مسافر

امام زین العابدین فرماتے ہیں :

" صوم مریض اور صوم مسافر کے بارے میں لوگ مختلف الرائے ہیں۔ بعض کہتے ہیں چاہے تو رکھ لے چاہے نہ رکھے۔ لیکن ہمارا فتویٰ یہ ہے کہ مرض اور سفر کی حالت میں ہرگز روزہ نہ رکھنا چاہیے۔ اگر رکھ لیا تو اس پر قضا واجب ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

فعدۃ من ایام اخر![1]

تعلیم و تربیت کے ابتدائی دور میں امام زید نے علم فقہ اپنے والد امام زین العابدین سے حاصل کیا جو بہت بڑے فقیہہ، مجتہد اور امام تھے، اور وسعت علم و معرفت کے اعتبار سے یکتا تھے۔ علاوہ ازیں راوی حدیث بھی تھے۔ ان کا اصول یہ تھا کہ مسئلہ کا حل پہلے کتاب اللہ میں تلاش کرتے تھے۔ پھر سنت رسول اللہ میں۔

اس موقع پر امام زین العابدین کے اجتہادات زیر بحث لانے کا موقع نہیں ہے اس لیے کہ اس وقت تک نہ وجوہ رائے متمیز ہو پائے تھے، نہ مناہج استنباط کا انحصار ہو پایا تھا، لیکن روزے سے متعلق ان کے جو ارشادات ہم بیان کر چکے ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ہر مکتب فکر سے آشنا تھے اور مسئلے کے تمام پہلوؤں پر نظر رکھتے تھے، اور جملہ آراء فقہیہ سے واقف تھے، خاص طور پر اپنے معاصر فقہاء عراق و

۱۔ یہ تمام مسائل حلیۃ الاولیاء ج ۳، ص ۱۴۲ سے ماخوذ ہیں۔

مدینہ کے افکار و آراء سے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اپنی فقہ میں وہ فقہ تابعین سے زیادہ قریب تھے۔ جو ان کے ہم عصر تھے مثلاً سعید بن مسیب، اور نافع وغیرہ۔

علم حدیث کی تحصیل بھی امام زید نے اپنے والد امام زین العابدین سے کی تھی۔ ابھی آپ نے زندگی کی چودہ بہاریں دیکھی تھیں کہ پدر بزرگوار کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ یہ واقعہ ۹۴ھ کا ہے، اور امام زید کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی تھی۔ یہ عمر حصول علم اور ادراک معارف وحقائق کے لیے کافی ہے۔

امام زین العابدین کے بعد امام زید کی سرپرستی اور تعلیم و تربیت کا بار ان کے برادر بزرگ امام باقر پر پڑا، جو اپنے والد کی طرح فقہ، حدیث اور دوسرے علوم میں مرتبہ امامت پر فائز تھے۔

امام باقر احترام سلف میں پیش پیش تھے، خاص طور پر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے۔ عروہ ابن عبداللہ سے روایت ہے کہ:

"میں نے امام باقر سے سوال کیا آیا تلوار کو محلی کیا جاسکتا ہے؟"

آپ نے فرمایا:

"ہاں کوئی حرج نہیں، حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی ایسا کیا کرتے تھے!"

میں نے عرض کیا:

"آپ انھیں صدیق کہتے ہیں؟"

یہ سن کر وہ لپکے اور قبلہ رو ہو کر فرمایا:

"ہاں صدیق۔ ہاں صدیق، اور جو انھیں صدیق نہیں کہتا، خدا دنیا و آخرت میں اس کی کوئی بات سچ نہ کرے۔"

ایک مرتبہ آپ نے اپنے ایک شیعہ جابر جعفی سے فرمایا:

"اے جابر جو ابوبکرؓ و عمرؓ کے فضل کو نہیں مانتا وہ سنت سے جاہل ہے۔ اللہ تعالیٰ

ارشاد فرماتا ہے :

"انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین امنوا" لفظ "امنوا" کی تفسیر یہ ہے کہ اس سے مراد اصحاب محمدؐ ہیں۔"

جابر جعفی نے عرض کیا :

"لیکن لوگ تو کہتے ہیں اس سے مراد حضرت علی کرم اللہ وجہٗ ہیں۔"

آپ نے فرمایا :

"وہ بھی تو اصحاب محمدؐ میں سے تھے۔"[1]

امام زین العابدین کی وفات جب ہوئی تو امام باقر سن تمیز کو پہنچ چکے تھے بلکہ سن و سال اور علم و فضل کے اعتبار سے والد ماجد کے صحیح جانشین اور قائم مقام بن چکے تھے۔ ان کے صاحبزادے امام جعفر صادق امام زید کے تقریباً ہم سن تھے۔

امام باقر کے پایۂ اجتہاد و امامت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ دور دور سے لوگ کشاں کشاں آپ کے آستانے پر کسب فیض اور تحصیل علم کے لیے پہنچتے تھے۔ امام ابو حنیفہؒ بھی آپ کے شاگردوں میں تھے۔

اس خاندان کے ایک اور گوہر گراں مایہ جن کا علماء احترام کرتے، عوام اکرام کرتے اور امراء اعزاز کرتے تھے حضرت عبداللہ بن حسن بن حسن تھے جو امام زین العابدین کے بھتیجے ہوتے تھے۔ یہ بھی بہت بڑے محدث، ثقہ اور صدوق تھے۔ تابعین سے اور امام زین العابدین سے روایت کیا کرتے تھے۔ ان سے محدثین کے ایک بہت بڑے گروہ نے روایت کی ہے۔ مثلاً سفیان ثوری، اور مالک رضی اللہ عنہ۔ علماء کی نگاہ میں

۱۔ تاریخ ابوالفداء، ج ۹، ص ۳۱۱

ان کی بڑی وقعت تھی۔ بہت بڑے عابد اور زاہد تھے۔ عمر بن عبد العزیز کے پاس ایک مرتبہ گئے تھے تو وہ بہت زیادہ اجلال و کرام کے ساتھ پیش آئے۔ اوائل عہد عباسیہ میں سفاح کے پاس گئے تو وہ بھی بسر و چشم ملا، اور ایک لاکھ درہم نذر گزرانے۔ ابو جعفر منصور نے انھیں قید کر لیا تھا۔ ۱۵۰ھ میں جب کہ عمر ۷۰ سال تھی قید خانے میں انتقال کیا۔ سال ولادت ۸۰ھ ہے۔

الٓمّٓ ۚ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ ۝ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ ۝ مَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰہِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ لَاٰتٍ ؕ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ وَمَنْ جَاھَدَ فَاِنَّمَا یُجَاھِدُ لِنَفْسِہٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (قرآن)

الٓمّٓ، بعضے مسلمان جو کفار کی ایذاؤں سے گھبرا جاتے ہیں تو کیا ان لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ وہ اتنا کہنے پر چھوٹ جاویں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور ان کو (قسم قسم کے مصائب سے) آزمایا نہ جاوے گا، اور ہم تو (ایسے واقعات سے) ان لوگوں کو بھی آزما چکے ہیں جو ان سے پہلے (مسلمان ہو) گزرے ہیں سو اللّٰہ تعالیٰ ان لوگوں کو (ظاہری علم سے) جان کر رہے گا جو (ایمان کے دعویٰ میں) سچے تھے اور جھوٹوں کو بھی جان کر رہے گا۔ ہاں کیا جو لوگ بڑے بڑے کام کر رہے ہیں وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم سے کہیں نکل بھاگیں گے ان کی یہ تجویز نہایت ہی بے ہودہ ہے۔ جو شخص اللّٰہ سے ملنے کی امید رکھتا ہو سو (اس کو تو ایسے ایسے حوادث سے پریشان نہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ اللّٰہ تعالیٰ سے ملنے) کا وہ معین وقت ضرور ہی آنے والا ہے (جس سے سارے غم غلط ہو جائیں گے)، اور وہ سب کچھ سنتا سب کچھ جانتا ہے۔ اور جو شخص محنت کرتا ہے وہ اپنے ہی نفع کے لیے محنت کرتا ہے (ورنہ) خدا تعالیٰ کو (تو) تمام جہان والوں میں کسی کی حاجت نہیں۔